مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ کی تفسیری روایات (معنویت اور استنادی حیثیت)

Musnad Abi Ya'la Al-Mosali's Tafseeri Rawayat: Analatylical Study of Semaitaical & Authenticity

محمد قاسم[i]   ڈاکٹر ثناءاللہ حسین[ii]

Astract

The Musnad of Hafiz Abu Ya'la Ahmad bin Ali bin Muthanna bin Yahya al-Tamimi al- Mawsili (307H), the great Imam of Hadith of his time. His Musnad is named as Musnad Abi Ya'la al Mowsili. The same book is known as "Al Musnad ul Saghir". He was born in 210 Hijri in Mosil (Northern Iraq) and passed away in 307 Hijri in Mosil. Imam Dahabi called him as "Muhaddith of Mosil". This book contains 7555 Hadiths with their chain of narrators. The author has indexed them according to Sahaba's Masanid as Musnad al-Siddique, Musnad Umar, Musnad Ali and then Masanid of Ashra Mubashira and others. Then he compiled and collected under each Musnad all the Hadiths that were narrated by the Companion. It is considered as one of the authentic books of Hadith. A lot of scholars of Hadith referred from this book in their writings. A great content related to tafseer is scattered unclassified in different masanid of Companions in this book. 355 verses from 85 Suras have been mentioned in hundreds of Hadiths. -Most of these Hadiths related directly or indirectly to Tafseer ul Qura'n. Hadiths containing Tafseer ul Qura'n known as Tafseeri Riwayat have been discussed briefly from different aspects in this article.

Key Words:Musnad, Tafseer, Hadith, Tafseeri Riwayat

تمہید و تعارف

مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ کا شمار حدیث مبارکہ کے مصادر اصلیہ مسندہ میں ہوتا ہے۔امام أبو یعلیٰ الموصلی نے اس مجموعہ کو مسند کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ مؤرخین و محدثین نے مؤلفؒ کی مختلف تصنیفات کا ذکر کیا ہے جن میں "مسند" کے حوالے سے آپ کی دو کتابوں کا ذکر ملتا ہے؛ایک "المسند الکبیر" جو کہ أبو بکر محمد بن ابراہیم المقریٔ کی روایت سے ہے، لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ ابھی تک اس کے کسی نسخے پر اطلاع نہیں ہو سکی۔البتہ چند دیگر کتب میں اس نسخہ کی روایات مل جاتی ہیں۔دوسری کتاب "المسند الصغیر" ہے اور یہی کتاب "مسند الإمام أبی یعلیٰ الموصلی" کے نام سے معروف ہے۔حدیث مبارکہ کے دیگر مصادر اصلیہ مسندہ کی طرح "مسند ابی یعلیٰ الموصلی" بھی ایک اہم مصدر رہے۔علوم الحدیث میں سند اور متن

---

i پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیئرمین شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

دونوں اعتبار سے یہ کتاب اہمیت کی حامل ہے۔ علاوہ ازیں اس مسند میں صحاح ستہ کی مرویات سے زائد روایات صحیحہ بھی موجود ہیں جن سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ حافظ نور الدین الہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "المقصد العلی فی زوائد أبی یعلیٰ الموصلی رحمہ اللہ" میں مسند أبی یعلیٰ الموصلی کی صحاح ستہ پر زائد روایات اکھٹی کی ہیں۔

مسند ابی یعلی الموصلی کی روایات کی استنادی حیثیت

امام ابن حبان نے اپنی مشہور تالیف "کتاب الثقات" میں امام أبو یعلیٰ الموصلیؒ کو ثقہ و متقن کہا ہے اور اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ امام أبو یعلیٰ الموصلی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں[1] اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ثلاثی روایت علو اسناد کی وجہ سے محدثین کے ہاں بڑے شرف و رتبہ کی بات ہے مسند أبی یعلی میں چھ ثلاثیات ہیں اگرچہ ان کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے[2]۔

امام أبو یعلیٰ الموصلیؒ کا تعارف (210ھ---307ھ بمطابق 826ء—920ء)

نام و نسب

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: أبويَعْلَى أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ المُثَنَّى بنِ يَحْيَى بنِ عِيْسَى بنِ هِلاَلٍ التَّمِيْمِيُّ، المَوْصِلِيُّ

ولادت اور سوانح علمی

آپ کی ولادت 3 شوال 210ھ میں ہوئی۔ آپ امام نسائی سے پانچ سال بڑے تھے اور سند کے لحاظ سے ان سے عالی ہیں۔ آپ کا شمار اپنے دور کے بلند پایہ اور نامور ائمہ حدیث میں ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ کو الامام، الحافظ، شیخ الإسلام اور محدّث الموصل جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے حدیث مبارکہ کے دو مجموعے "المسند" اور "المعجم" مرتب فرمائے[3]۔ آپ کی پیدائش ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد اور ماموں محمد بن احمد بن ابی المثنیٰ نے آپ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دلچسپی لی[4]۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی اپنی عالی ہمتی بھی تھی کہ آپ صرف پندرہ سال کی عمر میں حصول علم کے لیے نکلے[5]۔

اساتذہ و شیوخ

آپ نے اپنے دور کے عظیم المرتبت ائمہ حدیث سے کسبِ فیض کیا اور اس سلسلے میں بہت سے علاقوں کے علمی اسفار کیے۔ آپ کے اساتذہ و شیوخ کی فہرست بہت لمبی ہے جس کا اندازہ آپ کی مرتّب کردہ "المعجم" سے لگایا جا سکتا ہے جس میں آپ نے اپنے شیوخ سے مروی روایات کو ان کے اسماء کے حروفِ تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ آپ نے امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے طبقے کے شیوخ سے بھی سماعِ حدیث کیا ہے[6]۔ اسی طرح علی بن الجعد، غسّان بن الربیع اور دیگر کبار محدثین سے بھی روایت کی ہے[7]۔ آپ نے 225ھ میں بغداد میں احمد بن حاتم الطویل سے بھی سماعِ حدیث کیا ہے[8]۔ حافظ ذہبیؒ

نے "سیر أعلام النبلاء" میں کافی تفصیل سے آپ کے شیوخ واساتذہ کی فہرست ذکر کی ہے اوران کے علاوہ کثیر حضرات کہ جن کا ذکر آپ نے اپنی "معجم" میں کیا ہے وہ بھی آپ کے اساتذہ وشیوخ میں شامل ہیں[9]۔

تلامذہ وروٰاۃ

آپ کے وہ تلامذہ جنہوں نے آپ سے استفادہ کیاان کی تعداد تو بے شمار ہے البتہ وہ مشہوراور نامور تلامذہ جنہوں نے آپ سے روایت کی ہے ان میں اپنے وقت کے بڑے بڑے ائمہ ومحدثین شامل ہیں۔ذیل میں آپ کے چند مشہور تلامذہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام نسائیؒ نے "الکُنیٰ" میں آپ سے روایت کی ہے۔دیگر تلامذہ وروٰاۃ میں الحَافِظُ أبوزَكَرِيَّا يَزِيْدُ بنُ مُحَمَّدٍ الأَزْدِيُّ، وَأبوحَاتِمٍ حِبَّانُ، أبوالفَتْحِ الأَزْدِيُّ، أبوعَلِيٍّ الحُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ، حَمْزَةُ بنُ مُحَمَّدٍ الكِنَانِيُّ، الطَّبَرَانِيُّ، أبوبَكْرٍ أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ الإِسْمَاعِيْلِيُّ، أبوأَحْمَدَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، ابْنُ السُّنِّيِّ، أبوعَمْرٍو بنُ حَمْدَانَ الحِيْرِيُّ، أبوبَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ المقْرِئُ، القَاضِي يوسف القَاسِمِ المِيَانَجِيُّ، مُحَمَّدُ بنُ النَّضْرِ النَّخَّاسُ، نَصْرُ بنُ أَحْمَدَ بنِ الخَلِيْلِ المرْجِيُّ،اور أبوالشَّيْخِ وغیرہ کثیر حضرات شامل ہیں[10]۔

فقہی مسلک

علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے "سیر أعلام النبلاء" میں حافظ عبدالغنی الأزدیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ فقہ میں امام أبو حنیفہؒ کے مسلک پر تھے۔

وَقَالَ الحَافِظُ عَبْدُ الغَنِيِّ الأَزْدِيُّ: أبويَعْلَى أَحَدُ الثِّقَاتِ الأَثبَاتِ، كَانَ عَلَى رَأْيِ أَبِي حَنِيْفَةَ[11]

"حافظ عبدالغنی الأزدیؒ فرماتے ہیں کہ امام أبو یعلیٰؒ ثقہ وثبت حضرات میں سے ہیں،وہ امام أبو حنیفہؒ کی رائے پر تھے۔"

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بات درست ہے کیونکہ امام أبو یعلیٰ الموصلیؒ نے امام أبو یوسفؒ کے شاگردوں سے فقہ کا علم حاصل کیا تھا[12]۔

ورع وتقوٰی اور جلالتِ علمی

تشنگانِ علمِ حدیث کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ سے کسبِ فیض کیا جس کی بنیادی وجہ علمِ حدیث میں آپ کی جلالتِ شان ہے۔آپ کا شمار جلیل القدر حفّاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔بڑے بڑے ائمہ حدیث نے آپ کے ورع وتقوٰی اور ضبط وعدالت کا ذکر کیا ہے۔

أبو المحاسن جمال الدین یوسف بن تغریؒ فرماتے ہیں:

أبويعلى التميميّ الموصليّ الحافظ صاحب المسند، ---وكان إماما عالما محدّثا فاضلا؛ وثّقه ابن حبّان ووصفه بالإتقان والدّين وقال: بينه وبين النّبيّ صلى الله عليه وسلم ثلاثة أنفس. وقال الحاكم: هو ثقة مأمون، سمعت أبا عليّ الحافظ يقول: كان أبويعلى لا يخفى عليه من حديثه إلا اليسير[13]

"حافظ ابو یعلیٰ التمیمی الموصلی صاحب مسند ہیں۔۔۔۔ آپ امام عالم محدث اور فاضل ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کی توثیق کی ہے اور آپ کو متقن اور متدین کہا ہے اور کہا ہے کہ آپ اور حضور ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں اور امام حاکم نے کہا ہے کہ آپ ثقہ اور مامون ہیں۔ میں نے حافظ ابو علی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابو یعلیٰ ان کی حدیث کا صرف تھوڑا ہی حصہ مخفی رہا۔"

علامہ ابن کثیرؒ ذکر کرتے ہیں:

وَكَانَ حَافِظًا خَيِّرًا حَسَنَ التَّصْنِيفِ عَدْلًا فِيمَا يَرْوِيهِ، ضَابِطًا لما يحدث به[14]

"اور (امام اَبو یعلیٰ الموصلیؒ) بہترین حافظ حدیث، عمدہ تصانیف کے مصنف اور اپنی مرویات میں عادل وضابط تھے۔"

علوِّ اَسناد

امام اَبو یعلیٰ الموصلی ضبط و عدالت اور ورع و تقوٰی جیسی عمدہ صفات کے ساتھ ساتھ علو اَسناد سے بھی متصف ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی اس بات کا ضمناً ذکر ہوا کہ امام اَبو یعلیٰؒ اور حضور ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں[15]۔ مسندِ اَبی یعلی الموصلیؒ میں چھ ثلاثیات ہیں اگرچہ ان کی اَسناد میں ضعف پایا جاتا ہے[16]، جب کہ آپ نے اپنی دوسری تالیف "المعجم" میں صحیح سند کے ساتھ ایک ثلاثی روایت ذکر کی ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے جو بہت عالی ہے[17]۔ امام اَبو یعلیٰؒ کا طبقہ کبار محدثین جیسے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ کے طبقہ کے بعد شمار کیا جاتا ہے، لیکن امام اَبو یعلیٰؒ نے مذکورہ طبقہ کے بہت زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا جیسے امام محمد بن بشّار، ابن اَبی شیبہ، اَبو خیثمہ زہیر بن حرب، اَبو کریب محمد بن العلاء، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، عمرو بن محمد بن الناقد، شیبان بن فرّوخ، ہدبہ بن خالد، علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین رحمہم اللہ وغیرہ۔ اسی طرح امام احمدؒ کے بہت سے شیوخ سے بھی استفادہ کیا، جیسے ہارون بن معروف اور اَبو بکر بن اَبی شیبہ وغیرہ۔ اسی طرح بغداد میں امام مالک بن اَنس کے شاگرد احمد بن حاتم الطویل سے اور امام اَبو زرعہ الرازیؒ کے ساتھ مشائخ بصرہ سے سماع کیا جیسا کہ وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں بصرہ میں میرا عموماً سماع امام اَبو زرعہ الرازیؒ کے ساتھ اکٹھے ہوا ہے[18]۔

وفات

امام اَبو یعلیٰ الموصلیؒ نے تین سو سات میں وفات پائی[19]۔

مسند کی تعریف

مسند کی لغوی وصرفی تحقیق

اس کا مادہ "سند" ہے اور یہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ سند اگر بطور اسم ہو تو لغوی اعتبار سے اس کے مختلف معانی آتے ہیں مثلاً سہارا، سہارے کی چیز، رسید، واؤچر، بل، وثیقہ قرض، بونڈ، دستاویز (جمع: اسناد)، حدیث کے راوی (جمع: اسانید)، یمن کی چادریں یا کپڑے، پہاڑ کی سامنے والی چوٹی یا دامن کوہ کا بلند حصہ (جمع: اسناد)[20]۔

علامہ خلیل الفراہیدی فرماتے ہیں:

السَّنَدُ: ماارتَفَعَ من الارض في قُبُل جَبَلٍ أو وادٍ. وكلُّ شيءٍ أَسْنَدْتَ اليه شيئاً فهو مسند[21]

"سند کہتے ہیں پہاڑ یاوادی کے سامنے والا ابھرا ہوا حصہ اور ہر وہ چیز جس کی طرف تو دوسری چیز کو بطور سہارا قائم کرے وہ مسند ہے۔"

صاحب تہذیب اللغۃ أبو منصور الہروی نے بھی مذکورہ معانی نقل کیے ہیں 22۔ علامہ منظور افریقی نے مذکورہ معانی کے علاوہ یہ بھی ذکر کیا ہے:

وَالْجَمْعُ أَسْنادٌ، لَا يُكَسَّر عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ[23]

"اس کی جمع اسناد ہے اور اس کی جمع تکسیر اس کے علاوہ نہیں آتی۔"

علامہ فیروز آبادی ذکر کرتے ہیں:

السَّنَدُ، محركةً: ما قابَلَكَ من الجَبَلِ، وعَلاَ عن السَّفْحِ، ومُعْتَمَدُ الإِنْسانِ، وضَرْبٌ من البُرودِ، ج: أَسْنادٌ، أو الجمعُ كالواحِدِ[24]

"السند، نون متحرک کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے پہاڑ کا سامنے والا حصہ اور پہاڑ کا نچلا سخت حصہ جس پر پانی بہہ کر آئے) یا دامن کوہ کا بلند حصہ، اور قابل اعتماد شخص، اور چادر کی ایک قسم، اس کی جمع اسناد آتی ہے یا اس کی جمع بھی واحد کی طرح (یعنی سند ہی) ہے۔"

صاحب تاج العروس علامہ مرتضیٰ الزبیدی نے بھی مختلف کتب لغت کے حوالے سے مذکورہ معانی نقل کیے ہیں 25۔

المعجم الوسیط میں "السند" کے مذکورہ معانی کے علاوہ یہ وضاحت بھی ذکر کی گئی ہے:

وكل مَا يسْتَند إِلَيْهِ ويعتمد عَلَيْهِ من حَائِط وَغَيره وَمِنْه قيل لصك الدّين وَغَيره سَنَد[26]

"اور ہر وہ چیز جس کی طرف سہارا لیا جائے اور اس پر اعتماد کیا جائے جیسے دیوار وغیرہ اور اسی وجہ سے قرض وغیرہ کی دستاویز کو سند کہا جاتا ہے۔"

مسند کی اصطلاحی تحقیق

اصطلاح حدیث میں "مسند" کا اطلاق روایت پر بھی ہوتا ہے اور کتاب پر بھی۔ دو مختلف حیثیتوں سے اس کا مفہوم اور تعریف بھی مختلف ہو گی۔ مسند کا اطلاق اگر روایت پر ہو تو اس کی تعریف میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

امام حاکم ذکر کرتے ہیں:

وَالْمُسْنَدُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْوِيَهُ الْمُحَدِّثُ عَنْ شَيْخٍ يَظْهَرُ سَمَاعُهُ مِنْهُ لِسِنٍّ يَحْتَمِلُهُ، وَكَذَلِكَ سَمَاعُ شَيْخِهِ مِنْ شَيْخِهِ إِلَى أَنْ يَصِلَ الْإِسْنَادُ إِلَى صَحَابِيٍّ مَشْهُورٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[27]

"اور حدیث مسند یہ ہے کہ اسے ایک محدث کسی شیخ سے روایت کرے جس سے اس کا سماع ظاہر ہو اپنی عمر کے سبب جس میں سماع کا احتمال ہو اور اسی طرح اس کے شیخ کا اپنے شیخ سے سماع ثابت ہو یہاں تک کہ یہ اسناد مشہور صحابی سے ہوتا ہوا رسول اللہ ﷺ تک پہنچے۔"

علامہ ابن عبد البرؒ مسند کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْمُسْنَدُ فَهُوَ مَا رُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً[28]

"بہر حال مسند وہ روایت ہے کہ جو خاص نبی ﷺ تک مرفوعاً پہنچے۔"

ڈاکٹر محمود الطحان نے بھی "تیسیر مصطلح الحدیث" میں اس تیسرے قول کے مطابق مسند کی تعریف نقل کی ہے۔ چنانچہ آپ ذکر کرتے ہیں:

ما اتّصل سنده مرفوعا الى النّبىّ ﷺ[29]

"مسند وہ روایت ہے کہ جس کی سند نبی کریم ﷺ تک مرفوع و متصل ہو۔"

مسند کے حوالے سے ذکر کردہ مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے جب مسند سے روایت مراد لی جائے اور اگر مسند سے کتاب مراد لی جائے تو اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

أبو عبد اللہ محمد بن جعفر الکتانیؒ کتب مسانید کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

جمع مسند وهي الكتب التي موضوعها جعل حديث كل صحابي على حدة صحيحا كان أو حسنا أو ضعيفا مرتبين على حروف الهجاء في أسماء الصحابة كما فعله غير واحد وهو أسهل تناولا أو على القبائل أو السابقة في الإسلام أو الشرافة النسبية أو غير ذلك وقد يقتصر في بعضها على أحاديث صحابي واحد كمسند أبي بكر أو أحاديث جماعة منهم كمسند الأربعة أو العشرة أو طائفة مخصوصة جمعها وصف واحد كمسند المقلين ومسند الصحابة الذين نزلوا مصر إلى غير ذلك والمسانيد كثيرة جدا: منها مسند أحمد وهو أعلاها وهو المراد عند الإطلاق۔۔۔[30]

"(مسانید) مسند کی جمع ہے اور یہ وہ کتابیں ہوتی ہیں جن سے مقصود ہر صحابی کی روایات کو الگ ذکر کرنا ہوتا ہے چاہے وہ صحیح ہوں، حسن ہوں یا ضعیف۔ ان روایات کو اسمائے صحابہؓ میں حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا جاتا ہے، جیسا کہ بہت سے حضرات نے اسی ترتیب پر کتب مرتب کی ہیں اور یہ آسان ترتیب ہے، یا قبائل کی ترتیب یا پہلے اسلام قبول کرنے یا نسبی شرافت یا اس کے علاوہ کسی امر کو پیش نظر رکھا جاتا ہے، اور کبھی مسانید میں کسی ایک صحابی کی روایات ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جیسے مسند أبی بکر یا صحابہؓ کی ایک جماعت کی أحادیث جیسے مسند أربعہ یا مسند عشرہ یا صحابہؓ کی ایک مخصوص جماعت کی روایات کہ جو کسی ایک وصف میں مشترک ہوں جیسے مسند المقلین (کم روایات والے صحابہؓ کی مسند) اور ان صحابہؓ کی مسند جو مصر کی طرف گئے وغیرہ اور مسانید بہت زیادہ ہیں۔ جن میں سے مسند أحمد بھی ہے اور جب مسند کو مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مسند أحمد ہی مراد ہوتی ہے۔"

شیخ زکریا انصاری "فتح الباقي بشرح ألفية العراقي" میں ذکر فرماتے ہیں:

المسْنَدُ-بِفَتحِ النُّونِ- يُقال: لِكِتَابٍ جُمِعَ فِيهِ مَا أَسنَدَهُ الصَّحَابَةُ أي: رَوَوْهُ؛ وللإسنادِ، كمُسندِ الشِهَابِ، وَمُسْنَدِ الفِرْدَوْسِ أي: إسْنادِ حَدِيْثِهِما؛ وللحَدِيْثِ[31]

"المسند نون کے فتح کے ساتھ اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں صحابہؓ کی مرویات ذکر کی گئی ہوں اور اسناد کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے مسند الشہاب اور مسند الفردوس یعنی ان کی حدیث کی سند سے، اور مسند کا لفظ حدیث کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔"

أبو الطیب محمد صدیق خان البخاري القِنَّوجي نے "الحطة في ذكر الصحاح الستة" [32] میں، علامہ یاقوت حمویؒ نے بقی بن مخلدؒ کے حالات میں ان کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے [33] اور ظہیر الدین عبدالرّحمٰن نے مسند أبی یعلیٰ الموصلی کے مقدمہ میں [34] مسند کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔

مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ (م 307ھ) کا تعارف

حدیثِ مبارکہ کے دیگر مصادرِ اصلیہ مسندہ کی طرح مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ بھی ایک اہم مصدر ہے۔ علوم الحدیث میں سند اور متن دونوں اعتبار سے یہ کتاب اہمیّت کی حامل ہے۔ علاوہ ازیں اس مسند میں صحاح ستّہ کی مرویّات سے زائد روایاتِ صحیحہ بھی موجود ہیں جن سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ حافظ نور الدّین الہیثمیؒ نے "المقصد العلی فی زوائد أبی یعلیٰ الموصلیؒ" میں مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ کی صحاحِ ستّہ پر زائد روایات اکٹھی کی ہیں۔

علاّمہ ذہبیؒ ذکر کرتے ہیں:

قَالَ أبوسَعْدٍ السَّمْعَانِيُّ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيْلَ بنَ مُحَمَّدِ بنِ الفَضْلِ التَّيْمِيَّ الحَافِظ يَقُوْلُ:قَرَأْتُ المسَانيدَ كـ (مسنَدِ العَدَنِيّ)،وَ(مسندِ أَحْمَدَ بن مَنِيْع)، وَهِيَ كَالأَنْهَار، وَ(مسنَد أَبِي يَعْلَى) كَالبَحْر يَكُوْنُ مجتَمع الأَنْهَار [35]

"أبو سعد السمعانی کہتے ہیں کہ میں نے حافظ اسماعیل بن محمّد بن الفضل التیمیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے مختلف مسانید پڑھی ہیں جیسے "مسند العدنی" اور "مسند ابنِ منیع" یہ مسانید نہروں کی طرح ہیں اور "مسندِ أبی یعلیٰ" تو سمندر کی طرح ہے جس میں بہت سی نہریں ملتی ہیں۔"

یہ بات ذکر کرنے کے بعد علاّمہ ذہبیؒ اپنی رائے ذکر کرتے ہیں:

قُلْتُ: صَدَقَ، وَلاَ سِيَّمَا (مُسنده) الَّذِي عِنْد أَهْلِ أَصْبَهَان مِنْ طَرِيقِ ابْنِ المقْرِئِ عَنْهُ، فَإِنَّهُ كَبِيْرٌ جِداً، بِخلاَفِ (المسْنَدِ) الَّذِي رويناهُ مِنْ طريقِ أَبِي عَمْرٍو بنِ حَمدَانَ عَنْهُ، فَإِنَّهُ مُخْتَصَرٌ [36]

"اہل علم و فن نے بھی مسند أبی یعلیٰ سے استفادہ کیا ہے اور اپنی اپنی کتابوں میں بالخصوص کتب تخریج میں اس کے بکثرت حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ مثلاً امام منذریؒ نے "الترغیب" میں، امام زیلعیؒ نے "نصب الرایہ" میں، علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے "فتح الباری" میں اور علامہ مناویؒ نے "فیض القدیر" میں مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ کے حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی کتاب مذکور کے بہت زیادہ حوالہ جات نقل کیے ہیں۔"

مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ (م 307ھ) کی روایات کی استنادی حیثیت

امام ابنِ حبّانؒ نے اپنی مشہور تالیف "کتاب الثقات" میں مؤلفِ کتاب امامِ أبو یعلیٰ الموصلیؒ کو متقن و ثقہ کہا ہے اور اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ امامِ أبو یعلیٰؒ اور حضور ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں [37] اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ثلاثی روایت علوِّ اسناد کی وجہ سے ائمہ و محدّثین کے ہاں بڑے شرف و مرتبہ کی بات ہے۔ مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ میں چھ ثلاثیات ہیں اگرچہ ان کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مسند أبي يعلىٰ الموصلیؒ کو حدیث مبارکہ کی تیسرے درجے کی کتب میں شمار کیا ہے جن میں صحیح، حسن، ضعیف، شاذ اور منکر ہر طرح کی روایات پائی جاتی ہیں[38]۔

طبقہ ثالثہ کی کتب کے بارے میں بحیثیت مجموعی تو حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مذکورہ بات درست ہے البتہ مسند أبي يعلىٰ الموصلیؒ کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ اس میں صحیح اور قابل حجت روایات کی تعداد تین چوتھائی سے بھی کافی زیادہ ہیں جس کا اندازہ محقق حسین سلیم أسد کی اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ آپ ذکر کرتے ہیں:

لقد قمت بدراسة ألف الحديث الأولى من هذا المسند،فوجدت فيهاثلاثة وخمسين ومئةحديث ضعيفة لاتصلح للإحتجاج ، وما بقى منها فهوصحيح ،أو صحيح لغيره، أوحسن، أوحسن لغيره، وكلها صالح للإحتجاج به. وبإستخراج نسبةالأحاديث الضعيفة التى لا تصلح للإحتجاج نجدها٪ 3-15 تقريبا ،وهذه النسبة تدلّ اولاً على نظافةهذا المسند،و تجسد لنا ثانياً بشاعةالإهمال الذى يلقاه مثل هذا المصنف العظيم[39]

مسند أبي يعلىٰ الموصلیؒ (م307ھ) میں ترتیب روایات

امام أبو يعلىٰ الموصلیؒ نے اپنی اس مسند میں دو سو گیارہ صحابہ کرام کی سات ہزار پانچ سو پچپن (7555) مرویات کا ذکر کیا ہے۔ان مرویات کو مسانیدِ صحابہ پر مرتّب کیا ہے پھر مسانید صحابہ کے ذکر میں امام أبو يعلىٰ الموصلیؒ نے یہ ترتیب رکھی ہے کہ پہلے کثیر الروایۃ صحابہ کرام کی روایات ذکر کی ہیں جن میں حضرت عثمان کے علاوہ عشرہ مبشرہ کی روایات لائے ہیں، پھر قلیل الروایہ صحابہ کرام کی روایات ذکر کی ہیں، پھر کثیر الروایۃ صحابہ کرام کی روایات ذکر کی ہیں۔ جن میں حضرت جابر بن عبداللہ پھر حضرت عبداللہ بن عباس پھر سیدنا انس بن مالک پھر سیدہ عائشہ پھر سیدنا عبداللہ بن مسعود پھر سیدنا ابن عمر پھر سیدنا أبو ہریرہ کی روایات لائے ہیں۔

پھر نبی کریم ﷺ کے اقرباء اور اہل بیت کی روایات ذکر کی ہیں۔ پھر قلیل الروایہ صحابہ کرام کی روایات بھی ذکر کی ہیں اور بظاہر یوں لگتا ہے کہ اس میں آپ نے اہل قبائل کو پیشِ نظر رکھا ہے اور ان کے ساتھ بعض مبہم رواۃ کی روایات بھی لائے ہیں۔ پھر دوبارہ خواتین کی روایات ذکر کی ہیں جن میں زیادہ تر امہاتُ المؤمنینؓ سے ابتداء کی ہے البتہ سیّدہ عائشہؓ کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ ان سے مروی روایات کو مؤلف پہلے ہی کثیر الروایۃ رواۃ کے ذیل میں ذکر کر چکے ہیں۔ پھر بقیہ خواتین کی روایات ذکر کی ہیں جن میں کچھ مبہم راویات کی روایات ذکر کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر مردُ رواۃ کی روایات ذکر کی ہیں۔

کثیر الروایۃ صحابہ کرام کی روایات ذکر کرنے میں ان سے نقل کرنے والے رواۃ کی روایات کو الگ الگ لائے ہیں ۔ مسند جابر بن عبداللہ اور مسند أنس بن مالک سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ سیدنا أنس بن مالک سے نقل کرنے والے راویوں کے أسماء کو عنوان میں ظاہر کیا گیا ہے۔

عشرہ مبشرہ کی مسانید میں خلفاء أربعہ کی روایات کو مقدم کیا ہے البتہ ان میں سیدنا عثمان کی روایات کا ذکر نہیں ہے پھر صحابہ میں بقیہ حضرات کی روایات ذکر کی ہیں۔ جن کے ذکر میں بظاہر زیادہ تر غلبہ أوصاف کا اعتبار کیا گیا ہے۔ مثلاً: کثرت مرویات، قبائل، اہلِ قرابت اور اہل بیت۔

سیّدہ عائشہؓ کی مسند کو کثیر الروایۃ رواۃ کی مسانید میں ذکر کیا ہے اور بقیہ خواتین راویات کی مرویات کو تقریباً آخر کتاب میں اکھٹا ذکر کیا ہے اور ان کی ابتدا زیادہ تر اُمہات المؤمنین کے ذکر سے کی ہے۔ مبہم رواۃ کی مسانید کو الگ عنوان سے ذکر کیا ہے۔ جیسے: "حَدِيثُ رَجُلٍ غَيْرِ مُسَمًّى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(216/12)، "حَدِيثُ رَجُلٍ مِنْ خَثْعَمَ لَمْ يُسَمَّ"(229/12)، "حَدِيثُ رَجُلٍ"(284/12) وغیرہ۔

خواتین راویات کی روایات ذکر کرنے کے بعد کتاب کے آخر میں پچیس صحابہ کرام کی مسانید و مرویات پر کتاب کو ختم کیا گیا ہے۔

مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ (م 307ھ) کی تفسیری روایات کی تعداد اور ان کے رواۃ

مسند أبی یعلیٰ الموصلی میں درج شدہ کل روایات کی تعداد سات ہزار پانچ سو پچپن (7555) ہے۔ اس میں دو سو گیارہ رواۃ کی مسانید و مرویات مذکور ہیں۔ روایات کی اس مجموعی تعداد میں فضائل قرآن سے متعلقہ روایات کو چھوڑ کر جن روایات کا تعلق تفسیر یا آیات کے شان نزول سے بنتا ہے ان کی تعداد تتبع و تلاش سے ایک سو چودہ بنتی ہے۔ بعض مقامات پر ایک ہی روایت میں ایک سے زائد قرآنی آیات کی تفسیر آئی ہے۔

مذکورہ روایات میں انچاس مختلف سورتوں کی مختلف آیات کی تفسیر یا شان نزول کا ذکر آیا ہے۔ یہ تفسیری روایات اٹھائیس (28) صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ذیل میں ان روایات کے رواۃ، ان سے مروی روایات کی تعداد اور رقم الحدیث درج کیا جاتا ہے۔ ترتیب ذکری میں کثیر الروایات رواۃ کو مقدم ذکر کیا جائے گا۔

1. سیدنا ابو سعید الخدری؛ آپ سے سترہ تفسیری روایات مروی ہیں:

رقم الحدیث: 1207، 1296، 1224، 1231، 1120، 1144، 1131، 1103، 1075، 1148، 1395، 1409، 1375، 1367، 1351، 1353، 1318

2. سیدنا عبداللہ بن عباس؛ آپ سے پندرہ تفسیری روایات مروی ہیں۔

رقم الحدیث: 2606، 2664، 2658، 2668، 2679، 2754، 2663، 2656، 2665، 2740، 2705، 2660، 2659، 2685

3. سیدنا انس بن مالک؛ آپ سے چودہ تفسیری روایات مروی ہیں۔

رقم الحدیث: 3342، 3341، 3413، 3362، 3301، 3192، 3122، 3317، 3381، 3331، 3045، 3253، 2932، 3123

4. سیّدنا سعد بن ابی وقاص؛ آپ سے مروی تفسیری روایات کی تعداد نو ہے۔

رقم الحدیث: 782، 826، 696، 715، 740، 729، 704، 822، 705

5. سیّدنا جابر بن عبداللہ؛ آپ سے مروی تفسیری روایات کی تعداد بھی نو ہے۔

رقم الحدیث: 1926، 1829، 2136، 2018، 2304، 1983، 1982، 1967،، 2189

6. سیّدنا عبداللہ بن مسعود؛ آپ سے آٹھ تفسیری روایات مروی ہیں:

رقم الحدیث: 5407، 5256، 5305، 5337، 5390، 5389، 5343، 5382

7. سیّدنا علی المرتضیٰ ؛آپ سے سات تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 335، 453، 366، 610، 582، 400، 608

8. سیّدنا زبیر بن العوام؛ آپ سے چار تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 687، 679، 676، 668

9. سیّدنا أبو بکر الصدیق؛ آپ سے بھی چار تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 132، 131، 129، 128

10. سیّدنا براء بن عازب ؛آپ سے بھی چار تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 1732، 1725، 1720، 1719

11. سیّدہ عائشہ؛ آپ سے تین تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 4862، 4839، 4453

12. سیّدنا عبداللہ بن عمر؛ آپ سے بھی تین تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 5712، 5681، 5547

13. سیّدنا عقبہ بن عامر آپ سے دو تفسیری روایات مروی ہیں: رقم الحدیث: 1738، 1743

جب کہ درج ذیل رواۃ سے ایک ایک تفسیری روایت مروی ہے۔

14. بلقین (بنو القین) کے ایک شخص کی روایت؛ رقم الحدیث: 7179

15. سیدنا ابن جریج؛ رقم الحدیث: 2746

16. سیدنا زید بن ثابت؛ رقم الحدیث: 1726

17. سیدنا فلتان بن عاصم؛ رقم الحدیث: 1583

18. سیدنا ابو ہریرہ؛ رقم الحدیث: 6037

19. سیدنا معلیٰ بن زیاد؛ رقم الحدیث: 1411

20. سیدنا ابو سعید بن معلیٰ؛ رقم الحدیث: 6837

21. سیدنا معاذ بن انس؛ رقم الحدیث: 1490

22. سیدنا یزید بن ہارون؛ رقم الحدیث: 2741

23. سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف؛ رقم الحدیث: 868

24. سیدنا عبداللہ بن سرجس؛ رقم الحدیث: 1563

25. سیدنا عکرمہ؛ رقم الحدیث: 3252

26. سیدنا أبو جمعہ؛ رقم الحدیث: 1560

27. سیدنا ضحاک بن أبو جبیرہ؛ رقم الحدیث: 6853

28. سیدنا ہشام بن عامر؛ رقم الحدیث: 4862

مسند ابی یعلیٰ کی تفسیری روایات کی نوعیت و معنویت

امام أبو یعلیٰ الموصلیؒ چونکہ خود بھی بڑے درجے کے محدّث اور امام ہیں اس لیے انہوں نے علوّ اسناد کے ساتھ ساتھ انتقاء روایات کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارکہ کے مصادر أصلیہ میں مسند أبی یعلیٰ کا ایک نمایاں مقام ہے جس میں مؤلفؒ نے صحیح اور نسبتاً عالی روایات درج کرنے کی سعی کی ہے۔

مؤلفؒ نے اس مجموعے کو چونکہ مسند کی ترتیب پر مرتّب کیا ہے اس لیے اس میں تفسیری روایات کسی ایک صحابی کی مسند میں یا کسی ایک باب یا عنوان کے تحت نہیں ملتیں بلکہ مختلف صحابہ کرام کی مسانید میں غیر مرتّب انداز میں موجود ہیں۔ مجموعی حیثیت سے ان روایات میں فضائل قرآن مجید سے متعلقہ روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں اور تفسیر قرآن کریم سے متعلق روایات کا بھی ایک معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔ ان تفسیری روایات کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ اس مسند میں صحاح ستّہ کی مرویّات سے زائد روایاتِ صحیحہ بھی موجود ہیں۔

ان روایات میں بعض روایات کا تعلق براہ راست قرآنی آیات و کلمات کی تفسیر سے ہے۔ بعض روایات آیات کے شان نزول سے متعلق ہیں جب کہ بعض میں سورتوں اور آیات کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ بعض روایات میں احکام و مسائل وغیرہ کے ضمن میں قرآنی آیات کو استدلالاً اور استشہاداً ذکر کیا گیا ہے۔

سطور ذیل میں بطور نمونہ کچھ روایات درج کی جاتی ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ قَالَ: " الصَّيِّبُ: الْمَطَرُ[40]

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ: {وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا قَالَ: «عَدْلًا»[41]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ خُصَيْفًا، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَلَا رَفَثَ، قَالَ: "الرَّفَثُ: الْجِمَاعُ"، {وَلَا فُسُوقَ قَالَ:"الْفُسُوقُ: الْمَعَاصِي " وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ" قَالَ: «الْمِرَاءُ»[42]

درج بالا روایات میں قرآنی کلمات کے معنی بیان کیے گئے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: "كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا لَمْ يَدْخُلُوا الْبُيُوتَ إِلَّا مِنْ ظُهُورِهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ بَابِهِ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَنَزَلَتْ: {وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا الْآيَةَ[43]

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ: {وَلَا تُطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ قَالَ: " نَزَلَ فِي سِتَّةٍ، أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ قَالُوا لَهُ: أَتُدْنِي هَؤُلَاءِ؟"[44]

مذکورہ بالا روایات میں آیات کے شانِ نزول کی وضاحت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَتِ الْعَرَبُ يُفِيضُ بِهِمُ الرَّجُلُ يُقَالُ لَهُ: أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَتْ قُرَيْشٌ مَوَاقِفَهَا، فَكَانَتْ تَقُولُ: نَحْنُ الْحُمْسُ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ فَهُوَ قَوْلُهُ "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ[45]

اس روایت میں آیت کریمہ کے مقتضیٰ کی وضاحت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نَسْتَخْصِي؟ «فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ»، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ[46]

اس روایت میں آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

اہم نتائج

امام أبو یعلیٰ الموصلی کی ولادت 3 شوال 210ھ میں ہوئی۔ آپ امام نسائی سے پانچ سال بڑے ہیں اور سند کے لحاظ سے ان سے عالی ہیں۔ امام أبو یعلیٰؒ کا طبقہ کبار محدثین جیسے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ کے طبقہ کے بعد شمار کیا جاتا ہے لیکن امام أبو یعلیٰؒ نے مذکورہ طبقہ کے بہت زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا یہی وجہ ہے کہ امام أبو یعلیٰ الموصلی (م 307ھ) ضبط و عدالت اور ورع و تقویٰ جیسی عمدہ صفات کے ساتھ ساتھ علو أسناد سے بھی متصف ہیں۔ مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ میں چھ ثلاثیات ہیں اگرچہ ان کی أسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ جب کہ آپ نے اپنی دوسری تألیف "المعجم" میں صحیح سند کے ساتھ ایک ثلاثی روایت ذکر کی ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے جو بہت عالی ہے۔ مسندِ أبی یعلیٰ الموصلیؒ کا شمار حدیث مبارکہ کے مصادر اصلیہ مسندہ میں ہوتا ہے۔ "مسند" کے حوالے سے آپ کی دو کتابوں کا ذکر ملتا ہے؛ ایک "المسند الکبیر" جو کہ أبو بکر محمد بن إبراہیم المقریٔ کی روایت سے ہے، لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ ابھی تک اس کے کسی نسخے پر اطلاع نہیں ہو سکی۔ البتہ چند دیگر کتب میں اس نسخہ کی روایات مل جاتی ہیں۔ دوسری کتاب "المسند الصغیر" ہے اور یہی کتاب "مسند الإمام أبی یعلیٰ الموصلی" کے نام سے معروف ہے۔ امام ابن حبّانؒ نے اپنی مشہور تالیف "کتاب الثقات" میں مؤلفِ کتاب امامِ أبو یعلیٰ الموصلیؒ کو متقن و ثقہ کہا ہے آپ کا شمار اپنے دور کے بلند پایہ اور نامور ائمہ حدیث میں ہوتا

ہے۔اسی لیے آپ کو الامام، الحافظ، شیخ الاسلام اور محدّث الموصل جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کے وہ تلامذہ جنھوں نے آپ سے استفادہ کیا ان کی تعداد تو بے شمار ہے البتہ وہ مشہور اور نامور تلامذہ جنھوں نے آپ سے روایت کی ہے ان میں اپنے وقت کے بڑے بڑے ائمہ و محدثین شامل ہیں۔علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے "سیر أعلام النبلاء" میں حافظ عبدالغنی الأزدیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ فقہ میں امام أبو حنیفہؒ کے مسلک پر تھے۔حدیث مبارکہ کے مصادر اُصلیہ میں مسند أبی یعلیٰ کا ایک نمایاں مقام ہے جس میں مؤلفؒ نے صحیح اور نسبتاً عالی روایات درج کرنے کی سعی کی ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ نے مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ کو حدیث مبارکہ کی تیسرے درجے کی کتب میں شمار کیا ہے جن میں صحیح، حسن، ضعیف، شاذ اور منکر ہر طرح کی روایات پائی جاتی ہیں۔طبقہ ثالثہ کی کتب کے بارے میں بحیثیت مجموعی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مذکورہ بات درست ہے، البتہ مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ اس میں صحیح اور قابل حجت روایات کی تعداد تین چوتھائی سے بھی کافی زیادہ ہیں۔اس مسند میں صحاح ستّہ کی مرویّات سے زائد روایاتِ صحیحہ بھی موجود ہیں جس سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔حافظ نور الدّین الہیثمیؒ نے "المقصد العلی فی زوائد أبی یعلیٰ الموصلیؒ" میں مسند أبی یعلیٰ الموصلیؒ کی صحاحِ ستّہ پر زائد روایات اکٹھی کی ہیں۔امام أبو یعلیٰ الموصلیؒ نے اپنی اس مسند میں دو سو گیارہ صحابہ کرام کی سات ہزار پانچ سو پچپن (7555) مرویات کا ذکر کیا ہے۔ان مرویات کو مسانیدِ صحابہ پر مرتّب کیا ہے۔مؤلفؒ نے اس مجموعے کو چونکہ مسند کی ترتیب پر مرتّب کیا ہے اس لیے اس میں تفسیری روایات کسی ایک صحابی کی مسند میں یا کسی ایک باب یا عنوان کے تحت نہیں ملتیں بلکہ مختلف صحابہ کرام کی مسانید میں غیر مرتّب انداز میں موجود ہیں۔ان روایات میں بعض روایات کا تعلق براہ راست قرآنی آیات و کلمات کی تفسیر سے ہے۔بعض روایات آیات کے شان نزول سے متعلق ہیں جب کہ بعض میں سورتوں اور آیات کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔بعض روایات میں احکام و مسائل وغیرہ کے ضمن میں قرآنی آیات کو استدلالاً اور استشہاداً ذکر کیا گیا ہے۔

تجاویز و سفارشات

سند أبی یعلی الموصلی کے دستیاب نسخہ جو کہ ابو عمرو محمد بن احمد بن حمدان الحیری کی روایت سے المسند الصغیر کی صورت میں ملتا ہے کی طرح اس کے نایاب نسخہ المسند الکبیر جو کہ ابو بکر محمد بن ابراہیم المقری کی روایت سے ہے کی روایات کو بھی دیگر مصادر سے تلاش کر کے مرتب کیا جائے تاکہ ایک ثقہ و متقن شیخ کے مرتب کردہ اہم حدیثی ذخیرہ کی روایات یکجا مل سکیں۔مسند أبی یعلی الموصلی کی روایات کو فقہی ترتیب پر مرتب کر کے تحقیق و توضیح کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ حدیث مبارکہ کے اہم اور قدیم مصدر سے استفادہ میں سہولت ہو سکے۔مسند أبی یعلی الموصلی میں بعض ایسی صحیح روایات بھی موجود ہیں جن کا ذکر صحاح ستہ میں نہیں ہے۔حافظ نور الدین الہیثمی نے المقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی میں ان روایات کو اکٹھا کیا ہے۔مذکورہ کتاب کی مدد سے ان زائد روایات سے فقہ الحدیث کے ضمن میں احکام کو مرتب کرنا چاہیئے، تاکہ اس

مستند مواد سے استفادہ میں سہولت ہو سکے۔ مسند أبي یعلی الموصلی کی روایات کا صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث کی روایات کے ساتھ موازنہ کر کے صحاح کی روایات کے دیگر طرق کو واضح کیا جائے۔ روایات صحاح کے دیگر طرق سامنے آنے سے بالفرض کسی روایت کا ضعف کثرت طرق سے دور ہوتا ہے اور اس کی استنادی حیثیت واضح ہوتی ہے، تو اس نوعیت کی روایات کی نشاندہی کے لیے تحقیقی کام ہونا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

1 البستی، محمد بن حبان ابو حاتم الدارمی، الثقات 8: 55-56، دائرۃ المعارف العثمانیۃ بحیدر آباد الدکن الہند، 1393ھ

2 الأثری، ارشاد الحق، مقدمہ مسند أبي یعلیٰ الموصلی: 8، وموسسۃ علوم القرآن، بیروت، 1408ھ

3 الذہبی، شمس الدین بن عثمان بن قایماز، سیر أعلام النبلاء 11: 107، دار الحدیث-القاہرۃ، 1427ھ

4 نفس مصدر

5 الذہبی، شمس الدین عثمان بن قایماز، تذکرۃ الحفاظ 2: 200، دار الکتب العلمیۃ بیروت-لبنان، 1419ھ/1998م

6 ابن کثیر، أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ 11: 149، دار احیاء التراث العربي، 1408ھ/1988م

7 الذہبی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (المتوفی: 748ھ)، العبر في خبر من غبر، المحقق: أبو ھاجر محمد السعید بن بسیوني زغلول، دار الکتب العلمیۃ —بیروت، 452/1، ابن العماد، عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العکري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفی: 1089ھ)، شذرات الذہب في أخبار من ذھب، تحقیق: محمود الأرناؤوط، دار ابن کثیر، دمشق— بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1406ھ/1986م، 4/35-36

8 تذکرۃ الحفاظ 2: 200

9 سیر أعلام النبلاء 11: 107-109

10 تذکرۃ الحفاظ 2: 199

11 سیر أعلام النبلاء 11: 110

12 نفس مصدر

13 أبو المحاسن، جمال الدین، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ 3: 197، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار الکتب، مصر (س-ن)

14 البدایہ والنہایہ 11: 149

15 الثقات 8: 55-56---النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ 3: 197

16 مقدمہ مسند أبي یعلیٰ الموصلی: 8

17 سیر أعلام النبلاء 14: 181

18 نفس مصدر 14: 179

19 سیر أعلام النبلاء 14: 179

20 کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، تحت مادہ "السند" ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی، جون 2001م

21 الفراہیدی، أبو عبد الرحمن الخلیل، کتاب العین 7: 228، دار ومکتبۃ الہلال، 2000ء

22 الهروي، محمد بن أحمد بن الأزهري، تهذيب اللغة 12: 254، دار إحياء التراث العربي، 2001م

23 الإفريقي، أبو الفضل جمال الدين ابن منظور، لسان العرب 3: 220، دار صادر بيروت، 1414ھ

24 الفيروزآبادي، مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب، القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت—لبنان، 1426ھ

25 الزّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، مجموعة من المحققين 8: 215-216، دار الهداية (س-ن)

26 إبراهيم مصطفى/ أحمد الزيات/ حامد عبد القادر/ محمد النجار، المعجم الوسيط 1: 454، دار الدعوة (س-ن)

27 حاکم، أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابوري، معرفة علوم الحديث 1: 17، دار الكتب العلمية، بيروت، 1397ھ/ 1977م

28 ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله، التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد 1: 21، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية — المغرب، 1387ھ

29 الطحان، الدكتور محمود، تيسير مصطلح الحديث: 134، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور (س-ن)

30 الكتاني، أبو عبد الله محمد بن أبي الفيض، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة 1: 60-61، دار البشائر الإسلامية، 1421ھ/2000م

31 الأنصاري، زين الدين أبي يحيىٰ زكريا، فتح الباقي بشرح ألفية العراقي 1: 174، دار الكتب العلمية، 1422ھ/ 2002م

32 أبو الطيب محمد صديق خان، الحطة في ذكر الصحاح الستة 1: 67-68، دار الكتب التعليمية – بيروت، 1405ھ

33 الحموي، شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت، معجم الأدباء 2: 747، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1414ھ

34 ظہیر الدین عبد الرحمٰن، مقدمہ مسند أبي يعلىٰ الموصلي: 12، دار الفكر، بيروت، لبنان، 1422ھ

35 سير أعلام النبلاء 14: 180

36 نفس مصدر

37 تذكرة الحفاظ 2: 200

38 شاہ ولی، حجة الله البالغة 1: 233، دار الجيل، بيروت لبنان، 1426ھ---ڈاکٹر خالد علوی، حفاظت حدیث: 336، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، مارچ 2015ء

39 أسد حسين سليم، مقدمہ مسند أبي يعلىٰ الموصلي 1: 21، مكتبة الرشد، الرياض، سعودیہ، 1430ھ/ 2009م

40 الموصلي، ابو يعلى احمد بن علي، مسند أبي يعلىٰ 5: 71، دار المأمون للتراث—دمشق، 1404ھ

41 نفس مصدر 2: 416

42 مسند أبي يعلىٰ 5: 98

43 نفس مصدر 3: 274

44 مسند أبي يعلىٰ 2: 141

45 نفس مصدر 3: 436

46 مسند أبي يعلىٰ 9: 260